قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 14 جنوری 2022ء | 10 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 14 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 12

ارشاد باری تعالیٰ

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ
(آل عمران: 93)

ترجمہ: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔

فرمان خلیفہ وقت

جب دین کی اشاعت کے لیے مالی قربانی کی جارہی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر پذیرائی حاصل کرنے والی ہوتی ہے کہ اس کے بارے میں انسان سوچ بھی نہیں سکتا اس کا احاطہ نہیں کرسکتا بشرط کہ وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اور اس زمانے میں جب دنیا دنیاوی اور مادی خواہشات کے پیچھے لگی ہوئی ہے قربانی کرنے والے یقیناً اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کر کے اللہ تعالیٰ سے بہترین شکل میں اس قرض کے بدلے وصول کرنے والے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم میں سے کئی ہیں جو اس بات کو مشاہدہ کرتے آئے ہیں اور مشاہدہ کر رہے ہیں پس یہ بھی ان انعاموں میں سے ایک انعام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد ایک احمدی کو ملا اور اس بات پر احمدی اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے اور یہ ایک احمدی کی شکر گزاری ہی ہے کہ باوجود نامساعد حالات کے ہر سال احمدی کی قربانی کی مثالیں روشن تر ہوتی چلی جارہی ہیں اس سال ساری دنیا میں جو اکنامک کرائسز ہوا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانیوں میں احمدی پیچھے نہیں ہٹے ایک احمدی یہ پرواہ نہیں کرتا کہ میرا گزارہ کس طرح ہوگا فکر ہے تو یہ کہ ہمارے چندے کا وعدہ پورا ہو جائے۔

(خطبہ جمعہ 9 جنوری 2009ء خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 15-16)

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے میری امت کی آزمائش مال میں ہے۔

(ترمذی کتاب الزھد عن رسول اللہؐ باب مَا جَاءَ أَنَّ فِتۡنَةَ هَذِهِ الأُمَّةِ فِي الۡمَالِ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دولت مند وہ نہیں جس کے پاس زیادہ مال ہو بلکہ دولت مند وہ ہے جو دل کا غنی ہو۔

(ترمذی کتاب الزھد عن رسول اللہؐ باب مَا جَاءَ أَنَّ الۡغِنَى غِنَى النَّفۡسِ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

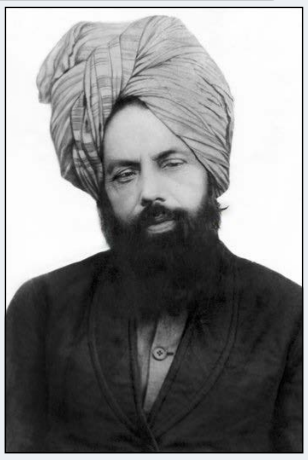

میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ ۔ ۔ اگر تم کوئی نیکی کا کام بجالاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے اور تمہاری عمر زیادہ ہو گی اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائے گی۔ ۔ ۔ سو اس وقت کی قدر کرو اور اگر تم اس قدر خدمت بجالاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس راہ میں بیچ دو پھر بھی ادب سے دور ہو گا کہ تم خیال کرو کے ہم نے کوئی خدمت کی ہے تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ ۔ ۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے یہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد ترک ہلاک ہو جاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 324 - 325 ایڈیشن 2019ء)

ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لیے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے اگر بے ناغہ ماہ بماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لیے اور دین کی اغراض کے لیے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 83)

اس شمارہ میں

- وہ وقت (منظوم)
- ربط ہے جان محمدؐ سے مری جاں کو مدام (قسط 8)
- اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز
- حضرت فاطمہؓ کا خطبہ نکاح

دربارِ خلافت

وہ قرآنی اور شرعی وحی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتی تھی وہ یقیناً بند ہو گئی تھی اور ہو چکی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مولوی صاحب (**حضرت مولوی محمد عبدالعزیز صاحبؓ کے والد مولوی محمد عبداللہ صاحب۔ ناقل**) نے کہا۔ ان وحیوں کا تو قرآنِ کریم میں ذکر آیا ہے۔ کیا یہ بھی کہیں ذکر آتا ہے کہ اس امت محمدیہ میں بھی وحی ہو گی؟ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جبکہ آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ پہلی امتوں میں وحی ہوتی رہی ہے اور ادھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں دعا سکھلائی ہے جس کے بغیر آپ کا یقین ہے کہ نماز ہی نہیں ہوتی اور ہر رکعت میں اس کا پڑھنا فرض ہے۔ فرمایا صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ: 6)۔ یعنی خدایا تو ہمیں اُن لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے انعام کیا اور وہ ایمان ہمیں بھی عطا فرما۔ پس جب اُن لوگوں میں وحی کا انعام موجود ہے، تو دعا کے نتیجے میں اس امت میں کیوں وحی نہ ہو گی۔ دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ آپ نے آیت کا حوالہ دیا کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۱﴾ (حم سجدہ: 31)۔ یعنی جن لوگوں نے کہہ دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر مستقیم ہو گئے، استقامت اختیار کی، ثابت قدم ہوئے، اُن پر خدا کے ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ مت خیال کرو اور مت غم کرو اور تمہیں اُس جنت کی بشارت ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس آیت سے نزولِ وحی بوساطت ملائکہ ضروری ہے جو اس امت کے مومنین اور اہلِ استقامت کے لئے ضروری ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تیسری بات، تیسری آیت کہ لَہُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ (یونس: 65) کہ مومنین خیر اُمّت کے لئے اس حیاتی دنیا میں بھی بشارتیں ملتی ہیں اور آخرت میں بھی ملیں گی۔ پس یہ بشارتیں وحی نہیں تو اور کیا ہے؟ پس اس ضمن میں حضور نے بہت سی اور بھی قرآنی آیات نزول وحی کے ثبوت کے طور پر پیش کیں۔ یہ مناظرہ جب ہو رہا تھا تو مولوی صاحب نے کہا کہ حضور! یہ تو سچ ہے کہ ان آیات سے نزول وحی ثابت ہوتی ہے اور اس امت کے لئے ہے۔ جب قرآنِ کریم میں ثبوت وحی فی ھذہ الامۃ موجود تھا تو پھر حضرت اماں جان نے یہ کیوں فرمایا کہ اِنۡقَطَعَتِ الۡوَحۡیُ کہ آج وحی بند ہو گئی۔ کیا آپ کو ان آیات کا علم نہ تھا؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب! یہ تو بتلائیے کہ اس جگہ اَلۡوَحۡیُ پر اَل (الف لام) کیسا ہے۔ یہ اَلۡ اُس وحی کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتی تھی۔ اور حضور ہر روز اماں جان کو سنایا کرتے تھے۔ پس وہ قرآنی اور شرعی وحی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتی تھی وہ یقیناً بند ہو گئی تھی اور ہو چکی ہے۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہے کہ اس قسم کی وحی قیامت تک کے لئے بند ہے جبکہ آیات قرآنیہ میں نزول وحی بالتصریح موجود ہے۔ مولوی صاحب اس پر ساکت ہو گئے اور آگے کوئی نیا سوال نہ کیا۔ (اکیس سوالوں میں سے بس ایک ہی سوال کیا اور بس پھر اُن کی تسلی ہو گئی) حضرت اقدس نے اس کے بعد پھر ایک بڑی مبسوط تقریر فرمائی۔ (بڑی لمبی اور دلائل سے پُر تقریر فرمائی) جس سے اُن جملہ اعتراضات کا خود ہی حل فرما دیا جو کہ مولوی صاحب نوٹ کر کے لائے تھے۔ (اب مولوی صاحب نے باقی سوال نہیں پوچھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کے بعد جو تقریر فرمائی اُس میں ان سارے سوالوں کے جواب آ گئے کہ وہ جو نوٹ کر کے لائے تھے اور آپ کے ایک کھیسے میں (یعنی جیب میں) موجود تھے۔ اس ملاقات سے پہلے (انہوں نے ان سوالوں کا) کسی سے ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ مولوی صاحب اُس وقت متعجب ہوئے اور سوچا کہ اگر اس شخص پر وحی کا نزول نہیں ہوتا تو آپ کو ان باتوں اور سوالات سے کس نے علم دیا جو آپ کے پاس لکھے ہوئے تھے، (یعنی جیب میں پڑے ہوئے تھے)۔ جب یہ دیکھا کہ میرے تو سارے سوال جو میری جیب میں پڑے ہوئے ہیں، ان کا جواب بھی بغیر پوچھے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دے دیا تو تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر حضور کو عرض کی کہ حضور ہاتھ کریں۔ مَیں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ پس آپ نے اُسی وقت خدا کے فضل سے بیعت کی اور اس کے بعد آپ کو کبھی بھی کوئی اعتراض حضور کی ذات پر پیدا نہیں ہوا اور آپ کے ایمان اور عرفان میں دن بدن ترقی ہوتی گئی۔ ازاں بعد حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت میں بلا چون و چرا داخل ہو گئے۔ خلافت ثانیہ میں بھی (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بھی بیعت کی) تب بھی کسی قسم کا شبہ پیدا نہیں ہوا۔ الحمد للہ علی ذالك۔

پھر یہ بیٹے لکھتے ہیں کہ آپ جس وقت بیعت کر کے واپس تشریف لے گئے تو دوآبہ باری اور چناب کے اکثر لوگ جو آپ کے معتقدین میں سے تھے، (اُس علاقے میں جہاں آپ رہتے تھے۔ آپ کے معتقدین میں سے تھے) اور پہلے اُن کا خیال تھا کہ اگر مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی تو ہم سب سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ لیکن ہوا کیا کہ جب آپ نے بیعت کر لی تو سب کے سب آپ کے دشمن ہو گئے اور آپ کے قتل کے منصوبے کرنے لگے۔ مگر آپ نے نہایت ثبات اور استقلال سے اُن کا مقابلہ کیا اور تبلیغ کا سلسلہ عاشقانہ رنگ میں جاری رکھا اور قریباً اٹھارہ سال تک آپ آنریری مبلغ رہے اور آپ کی معرفت خدا کے فضل سے قریباً تین سو آدمی یا اُس سے زیادہ سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 4 صفحہ 7 تا 17۔ روایات حضرت مولوی محمد عبدالعزیز صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 19/ اکتوبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

وہ وقت

کب تک یونہی رہے گا
یہ ظلم کا اندھیرا اک دن تو ختم ہو گا
لیکن کبھی نہ بھولو، اے ظلم کرنے والو!
اس ظلم کا نتیجہ
یہ میرے سامنے ہیں، کچھ ملتجی سی آنکھیں
اترے ہوئے ہیں چہرے
جیسے جمی ہو ان پر جور و جفا کی کالک
ہونٹوں پہ پپڑیاں ہیں
پچکے ہوئے شکم ہیں
بھیگی ہوئی ہیں آنکھیں
اور جسم خوں سے تر ہے
آنکھوں میں خامشی ہے
اس خامشی میں لیکن اک داستاں بھری ہے
کوئی نہیں سہارا
سب بے خبر ہیں گویا
لیکن سمجھ رہے ہو
کوئی نہیں سہارا!
مضبوط ہے سہارا
وہ وقت یاد رکھو، اے ظلم کرنے والو
یہ ایک ایک قطرہ تم سے جواب لے گا
یہ اترے اترے چہرے
جور و جفا کی کالک
پچکے ہوئے شکم بھی
آنکھوں کی خامشی بھی
ہونٹوں کی پپڑیاں بھی
تم پر وہ وقت ہو گا
یہ وقت کٹ رہا ہے
پر وہ نہیں کٹے گا

کریم احمد شریف۔ باسٹن، امریکہ

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

ناصرِ دین کے لئے دعا کی قبولیت

قسط 8

رسالت کا ابتدائی زمانہ تھا حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے خدائے واحد کا پیغام دینا شروع کیا تو قریشِ مکہ کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم و تشدد ہونے لگا جس میں وقت کے ساتھ شدّت آنے لگی۔ دارِ ارقم میں چھپ کر رہنے سے تو اسلام نہیں پھیل سکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسلام کی کھل کے تبلیغ کے لئے اور مسلمانوں کی عزّت و طاقت میں اضافے کے لئے غلافِ کعبہ کو تھام کر اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کی:

اَللّٰھُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ اے اللہ! تو ان دو اشخاص ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے اپنے زیادہ محبوب شخص کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا کر۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں سے اللہ کو زیادہ محبوب حضرت عمرؓ تھے۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب حدیث 3681)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ أَيِّدِ الدِّيْنَ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ۔ اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعہ سے دین کی تائید فرما۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً کہ اے اللہ! خاص طور پر عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا کر۔

(مستدرک للحاکم علی الصحیحین جلد 3 صفحہ 89 کتاب معرفۃ الصحابہ باب من مناقب امیر المومنین عمر بن الخطابؓ حدیث نمبر 4483 - 4485 دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

ایک روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ایک دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی۔ اَللّٰهُمَّ أَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ، عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ أَوْ عَمْرِو بْنِ هِشَامٍ اے اللہ! ان دو لوگوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعہ سے اسلام کی تائید فرما۔ عمر بن خطابؓ یا عمرو بن ہشام۔۔۔ جب حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تو حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ! عمرؓ کے اسلام لانے سے آسمان والے بھی خوش ہیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 143 باب اسلام عمرؓ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان 1996ء)

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبوت کے چھٹے سال حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے یہی وجہ ہے کہ آپ کو مرادِ رسول ﷺ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کے قبولِ اسلام سے مسلمان مردوں کی تعداد چالیس ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جب سے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے، یہ دین روز بروز ترقی کرتا چلا گیا“۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرؓ کا اپنی بہن کے گھر قرآن پاک سن کر کلمہ شہادت پڑھنے کا واقعہ لکھنے کے بعد تحریر فرمایا:

”حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کہاں مقیم ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مخالفت کی وجہ سے گھر بدلتے رہتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آج کل آپؐ دارِ ارقم میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً اسی حالت میں جب کہ ننگی تلوار انہوں نے لٹکائی ہوئی تھی اس گھر کی طرف چل پڑے۔ بہن کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ شاید وہ بُری نیت سے نہ جا رہے ہوں۔ انہوں نے آگے بڑھ کر کہا خدا کی قسم! مَیں تمہیں اس وقت تک نہیں جانے دوں گی جب تک تم مجھے اطمینان نہ دلا دو کہ تم کوئی شرارت نہیں کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں پکا وعدہ کرتا ہوں کہ مَیں کوئی فساد نہیں کرونگا۔ حضرت عمرؓ وہاں پہنچے۔“ یعنی اس جگہ جہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے ”اور دستک دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اندر بیٹھے ہوئے تھے دینی درس ہو رہا تھا۔ کسی صحابیؓ نے پوچھا کون؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا عمر! صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! دروازہ نہیں کھولنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی فساد کرے۔ حضرت حمزہؓ نئے نئے ایمان لائے ہوئے تھے وہ سپاہیانہ طرز کے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا دروازہ کھول دو۔ میں دیکھوں گا وہ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمرؓ آگے بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! تم کب تک میری مخالفت میں بڑھتے چلے جاؤ گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! مَیں مخالفت کیلئے نہیں آیا مَیں تو آپؐ کا غلام بننے کیلئے آیا ہوں۔ وہ عمر جو ایک گھنٹہ پہلے اسلام کے شدید دشمن تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کیلئے گھر سے نکلے تھے ایک آن میں اعلیٰ درجہ کے مومن بن گئے۔ حضرت عمرؓ مکہ کے رئیسوں میں سے نہیں تھے لیکن بہادری کی وجہ سے نوجوانوں پر آپ کا اچھا اثر تھا۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو صحابہؓ نے جوش میں آکر نعرہائے تکبیر بلند کئے۔ اس کے بعد نماز کا وقت آیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنی چاہی تو وہی عمرؓ جو دو گھنٹے قبل گھر سے اس لئے نکلا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارے۔ اس نے دوبارہ تلوار نکال لی اور کہا۔ یا رسول اللہؐ! خدا تعالیٰ کا رسول اور اس کے ماننے والے تو چھپ کر نمازیں پڑھیں اور مشرکین مکہ باہر دندناتے پھریں یہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ مَیں دیکھوں گا کہ ہمیں خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنے سے کون روکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جذبہ تو بہت اچھا ہے لیکن ابھی حالات ایسے ہیں کہ ہمارا باہر نکلنا مناسب نہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 143)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام پر دارِ ارقم میں موجود مسلمانوں نے خوشی میں اس زور سے تکبیر بلند کی کہ اسے تمام اہل مکہ نے سنا۔ پھر تمام مسلمان دو صفیں بنا کر نکلے۔ ایک صف میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ایک میں حضرت عمرؓ تھے اس طرح مسلمان مسجد حرام میں داخل ہوئے تو کفار مکہ کو سخت صدمہ پہنچا۔ اس دن سے رسول کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو 'فاروق' کا لقب عطا فرمایا کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل میں فرق پیدا ہوگیا۔

”ان کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت پہنچی اور انہوں نے دارِ ارقم سے نکل کر برملا مسجد حرام میں نماز ادا کی۔ حضرت عمرؓ آخری صحابی تھے جو دارِ ارقم میں ایمان لائے اور یہ بعثت نبوی کے چھٹے سال کے آخری ماہ کا واقعہ ہے۔ اس وقت مکہ میں مسلمان مردوں کی تعداد چالیس تھی۔“

(سیرت خاتم النبیین از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ ایم اے صفحہ 159)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ناصرِ دین کے لئے دعا کی قبولیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرماتے ہیں:

”میں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلّاتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے رب! میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا ہوں اور جب دعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا...اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے... جب وہ میرے پاس آکر مجھے ملا تو میں نے اسے اپنے رب کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا... اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ میری دعا کا نتیجہ تھا۔ میں ہمیشہ دعا کیا کرتا تھا اور میری فراست نے بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے... میرا کلام سُننے کے لئے اس پر اپنے وطن کی جدائی آسان ہے اور میرے مقام کی محبت کے لئے اپنے وطن اصلی محبت کی یاد کو بھلا دیتا ہے اور ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفّس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔“

(ترجمہ از عربی عبارت مندرجہ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 581 تا 586)

حضرت حکیم الامت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اللہ تعالیٰ کا انتخاب تھے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کا ایک نام عبد الباسط رکھا تھا

(تذکرہ الہام 13 فروری 1887ء صفحہ 117)

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک نشیب گڑھے میں کھڑا ہوں اور اوپر چڑھنا چاہتا ہوں مگر ہاتھ نہیں پہنچتا۔ اتنے میں ایک بندۂ خدا آیا اُس نے اُوپر سے میری طرف ہاتھ لمبا کیا اور میں اُس کے ہاتھ کو پکڑ کر اوپر کو چڑھ گیا اور میں نے چڑھتے ہی کہا کہ خدا تجھے اس خدمت کا بدلہ دیوے۔

آج آپ کا خط پڑھنے کے ساتھ میرے دل میں پختہ طور پر یہ جم گیا کہ وہ ہاتھ پکڑنے والا جس سے رفع تردّد ہوا آپ ہی ہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے خواب میں ہاتھ پکڑنے والے کے لئے دعا کی ایسا ہی برقّتِ قلب خط کے پڑھنے سے آپ کے لئے منہ سے دلی دعا نکل گئی۔ مستجاب اِنْ شَاءَ اللّٰہ تعالیٰ۔

(تذکرہ صفحہ 117 ایڈیشن دوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور متعدد مقامات پر اپنے مرید با صفا، عالم باعمل حاجی الحرمین حافظ علامہ نورالدینؓ کے متعلق تعریف و توصیف کے الفاظ استعمال فرمائے۔ موصوف بھی اپنی فدائیت میں ترقی کرتے چلے گئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت کے عظیم منصب پر فائز

ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس ناصرِ دین کا بہت محبت سے ذکر فرماتے۔ چند اقتباس ملاحظہ ہوں:

(عربی سے ترجمہ)

’’میرے سب دوست متقی ہیں ان میں سب سے زیادہ صاحبِ بصیرت، صاحبِ علم، اکمل الایمان والاسلام، محبت، معرفت، خشیت اور یقین اثبات والا بزرگ فرد۔ متقی عالم، صالح، فقیہ، عظیم الشان محدث و ماہر طبیب، حکیم حاجی الحرمین، حافظ قرآن، قریشی فاروقی جس کا اسم گرامی حکیم نور الدین بھیرویؓ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دین دنیا میں اجرعظیم سے نوازے۔ صدق و صفا، اخلاص ومحبت اور وفاداری میں میرے سب مریدوں سے وہ اوّل نمبر پر ہے اور ایثار و انقطاع اور خدمت دین میں عجیب حال میں ہیں۔

اس نے خدمت دین میں بہت خرچ کیا ہے اور میں نے انہیں ایسا مخلص پایا ہے جو اولاد و ازواج پر اللہ تعالیٰ کی رضا کومقدم رکھتے ہیں اور ہمیشہ اسی کی رضا کے خواہاں رہتے ہیں اور ہر حال میں شکر گزار رہتے ہیں۔ وہ شخص رقیق القلب، صاف طبع، حلیم، کریم اور جامع الخیرات، دنیوی لذّات سے بہت دور، بھلائی اور نیکی کے کسی موقع کو ضائع نہ کرنے والا۔ وہ پسند کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خاطر اپنا خون پانی کی طرح بہادیں اور اپنی جان اس راہ میں قربان کر دیں اور دین میں فتنوں کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنا آپ قربان کر دیں۔‘‘

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 180)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

مولوی حکیم نوردین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور لِلّٰہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں کثرت مال کے ساتھ کچھ قدرِ قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اُٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی۔ یا ان میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے...اور جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے۔ اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں... خدائے تعالیٰ اس خصلت اور ہمّت کے آدمی اس امّت میں زیادہ سے زیادہ کرے۔ آمین ثم آمین۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دین بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقین بودے

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 430 - 434)

ایک اور مقام پر حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کرسکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا۔ اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے اسلام اور مسلمانوں کے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اول درجہ کے نکلے... میں یقیناً دیکھتا ہوں کہ جب تک وہ نسبت پیدا نہ ہو۔ جو محب کو اپنے محبوب سے ہوتی ہے۔ تب تک ایسا انشراح صدر کسی میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ ان کو خدائے تعالیٰ نے اپنے قوی ہاتھوں سے اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اور طاقت بالانے خارق عادت اثر ان پر کیا ہے۔ انہوں نے ایسے وقت میں بلا تردّد مجھے قبول کیا کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا تھا۔ اور بہتیرے سست اور متذبذب ہو گئے تھے۔ تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعویٰ کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں۔ قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے۔ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاھِدِیْنَ... مولوی صاحب نے وہ صدق قدم دکھلایا جو مولوی صاحب کی عظمت ایمان پر ایک محکم دلیل ہے دل میں از بس آرزو ہے کہ اور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں مولوی صاحب پہلے راستبازوں کا ایک نمونہ ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 520 - 522)

ایک دفعہ حضرت اماں جانؓ اور بعض دوسری خواتین میں یہ بات ہوئی کہ بھلا حضرت اقدسؑ کو سب متبعین میں سے زیادہ کون محبوب ہے۔ اس پر حضرت اماں جانؓ نے فرمایا کہ میں حضورؑ سے کچھ بات کروں گی جس سے اس بات کا پتہ چل جائے گا۔ حضرت اماں جانؓ، حضرت اقدسؑ کے پاس کمرہ میں تشریف لے گئیں اور حضورؑ کو مخاطب کر کے فرمانے لگیں کہ: ’’آپ کے جو سب سے زیادہ پیارے مرید ہیں وہ...‘‘ اتنا فقرہ کہہ کر حضرت اماں جانؓ چپ ہو گئیں اس پر حضرت اقدسؑ نے نہایت گھبرا کر پوچھا ’’مولوی نورالدین صاحب کو کیا ہوا جلدی بتاؤ۔‘‘ اس پر حضرت اماں جانؓ ہنسنے لگیں اور فرمایا:

’’آپ گھبرائیں نہیں مولوی نور الدین صاحب اچھی طرح ہیں میں تو آپ کے منہ سے یہ بات کہلوانا چاہتی تھی کہ آپ کے سب سے پیارے مرید کون سے ہیں چنانچہ آپ نے وہ بات کہہ دی اب میں جاتی ہوں آپ اپنا کام کریں۔‘‘

(لطائف صادق صفحہ 12-13)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟
اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اِس خاک سے

(درثمین)

آج کی دعا

زمینی وآسمانی شرور سے بچنے اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی دعا

اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِیْ لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَآءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا، مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَاَ

(مؤطا امام مالک کتاب الشعر باب ما یومر بہ من التعوذ حدیث نمبر 1775)

ترجمہ: مَیں اپنے عظیم شان والے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں کہ جس سے عظیم تر کوئی شے نہیں اور کامل اور مکمل کلمات کی پناہ میں بھی کہ جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کرسکتا اور اللہ کی تمام صفات حسنہ جو مجھے معلوم ہیں یا نہیں معلوم ان سب کی پناہ طلب کرتا ہوں اس مخلوق کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا اور پھیلایا۔

یہ سید ومولیٰ، خیر الوریٰ، آقائے دوجہاں، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی زمینی وآسمانی شرور سے بچنے اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی جامع دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں

مَیں نے ابتلاؤں اور مشکلات سے بچنے کے لئے دعا کا ذکر کیا تھا اس کے لئے بہت سی مسنون دعائیں بھی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی دعائیں سکھائی ہیں۔ حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں بھی ہیں۔ تو اس وقت مَیں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا سامنے رکھتا ہوں جس کو مَیں پہلے بعض حوالوں سے بیان کر چکا ہوں اور وہ دعا یہ ہے (مندرجہ بالا دعا)۔

اس میں تمام زمینی وآسمانی شرور سے بچنے اور خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی دعا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تو ہر دعا ہی بہت جامع ہے، اور برکتیں سمیٹنے والی ہے۔ لیکن جن چند مسنون دعاؤں کو روزانہ مَیں سامنے رکھتا ہوں ان میں سے ایک یہ بھی ہے، اس لئے ذہن میں آ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائے اور ہر احمدی کو ہر شر سے بچائے۔

(خطبہ جمعہ 5/ دسمبر 2008ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

عابد خان ڈائری

اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

مکرم ڈاکٹر احمد قریشی اور مکرمہ ڈاکٹر عائشہ احمد کے گھر تشریف آوری

اتوار کی شام درجنوں احمدیوں سے ملاقات سے قبل حضور انور ڈاکٹر احمد قریشی صاحب اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر عائشہ احمد صاحبہ کے گھر رونق افروز ہوئے۔ ان کے بہت سے قریبی اور دیگر افراد خانہ وہاں پہلے سے موجود تھے۔حضور انور نے تیس سے چالیس منٹ تک یہاں قیام فرمایا اوریقینی طور پر میز بانوں کے چہروں پرخوشی عیاں تھی۔ایک موقع پر میں نے عائشہ باجی کو کہا ’مبارک ہو‘ تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ایک مرتبہ پھر یہ حقیقت عیاں تھی کہ احمدیوں اور ان کے خلیفہ کا تعلق باہم کس قدر مضبوط ہے۔یہ بات نہایت واضح تھی کہ ڈاکٹر احمد صاحب کی فیملی ان چند لمحات پر زندگی بھر نازاں رہے گی۔ ڈاکٹر احمد صاحب کو target shooting میں خوب دلچسپی ہے اس لیے حضور انور کی تشریف آوری پر انہوں نے اپنے باغیچے میں target set کیا ہوا تھا یہ target بہت چھوٹا تھا اور کچھ فاصلے پر درخت کے اوپر لگا ہوا تھا۔ میز بانوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب حضور انور نے target پر fire کرنا منظور فرمالیا۔

پھر ڈاکٹر احمد صاحب کی گن سے نشانہ باندھتے ہوئے حضور انور نے نہایت احتیاط سے target کا نشانہ باندھا۔ مجھے یاد ہے کہ یہ سب دیکھتے ہوئے مجھے خیال آرہا تھا کہ یہ target بہت چھوٹا ہے اور اس کا نشانہ لگانا ناممکن ہوگا۔لیکن پھر حضور انور نے فائر کیا جو عین نشانے پر لگا۔ ماشاءاللہ۔ پھر پہلا کامیاب نشانہ لگانے کے بعد حضور انور نے دوبارہ نشانہ لگانے کے لیے خود کو تیار کیا۔ دوسری مرتبہ نشانہ لگانے سے پہلے حضور انور نے گن سے پہلے سے زیادہ احتیاط سے نشانہ باندھا اور فائر عین نشانے پر لگا۔ ماشاءاللہ۔

ڈاکٹر عائشہ احمد صاحبہ جو local جماعت کی صدر بھی ہیں، نے حضور انور کی تشریف آوری پر کہا کہ ’حضور انور کا تشریف لانا نہایت خوش کن تھا ایسا لگتا تھا جیسے جملہ ممبران تازہ دم ہو گئے ہوں۔ ہم کئی ماہ سے اس کی تیاری کر رہے تھے جو حضور انور کی ایک جھلک دیکھنے کے عین شایان شان ہو۔ بہت سے مردوزن نے بتایا کہ حضور انور کی تشریف آوری سے وہ ذاتی حیثیت میں خلافت سے تعلق میں بڑے ہیں اور انہوں نے کینیڈا تک حضور انور کے ساتھ جانا پسند کیا۔ تا کہ آپ کی صحبت سے مزید فیض یاب ہوسکیں۔

حضور انور کا مسجد Harrisburg کا دورہ ہم سب مقامی افراد کے لیے خوب مؤثر ثابت ہوا۔حضور انور کا اپنی بے حد مصروفیت کے باوجود مسجد کے افتتاح کے لیے وقت نکالنا اور پھر ہمیں محض اتفاق سے Harrisburg میں حضور انور کے نسبتاً طویل قیام کا موقع میسر آنا اور پھر خاص طور پر مسجد سے روانگی تو گویا الٰہی منصوبہ معلوم ہوتی تھی۔ قریبی جماعتوں کے بہت سے احمدی احباب نے اپنے ذاتی پروگرام مؤخر کر دیے تا کہ وہ حضور انور کو الوداع کر سکیں۔ اس صبح کو ہر ممبر لجنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے نم تھیں۔ اب میں حضور انور کی صحت اور جماعتوں کی بہتری کے لیے پہلے سے بڑھ کر توجہ سے دعائیں کر رہی ہوں۔ میں اب جماعتی خدمت کو بھی پہلے سے مختلف انداز میں دیکھتی ہوں۔جس طرح حضور انور بےنفس ہوکر پوری طرح جماعتی خدمت کے لیے تیار رہتے ہیں اس سے مجھے احساس ہوا ہے کہ معمولی چیزوں کے بارے میں شکایت کرنے کا ہمیں کوئی حق نہیں۔

میں نے یہ بھی دیکھا کہ حضور انور کی موجودگی نے بعض بچوں اور تیرہ سے انیس سال کے نوجوانوں کو بھی خوب متاثر کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خلیفہ سے محبت کا نیا احساس جنم لیا ہو جو اس سے پہلے خوابیدہ حالت میں تھا اور جس کے متحرک ہونے کے لیے حضور انور کی ذات کا مشاہدہ ضروری تھا۔ ہرلحہ ایک خواب معلوم ہوتا تھا جس کو میں نے درجنوں بار اپنے ذہن میں دہرایا۔ یہ محض خدا کے فضل اور احسان ہی سے ممکن ہوا۔ میں اس تجربہ کو کبھی بھول نہیں سکوں گی۔ یہ میری زندگی کی سب سے شاندار یادوں میں سے ایک ہے۔‘

ماہرہ قریشی جن کی عمر پندرہ سال ہے اور ڈاکٹر احمد قریشی اور ڈاکٹر عائشہ کی بیٹی ہیں نے کہا ’میرے لیے یہ بات بے حد سعادت کا باعث تھی کہ حضور انور نے اس سال جلسہ کے لیے امریکہ آنے کا فیصلہ فرمایا۔ خاص طور پر جب کہ آپ گزشتہ چار سال سے تشریف نہ لا سکے تھے۔ جیسا کہ امریکہ میں ہمیں روزمرہ زندگی میں حضور انور کو دیکھنے کا موقع نصیب نہیں ہوتا تو ہم حضور انور کے دورہ سے زیادہ سے زیادہ سعادتیں سمیٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجھے دوران دورہ جلسہ پر جانا بہت اچھا لگا۔ یوں امسال جلسے کا انعقاد ہمارے شہر Harrisburg میں ہونا نہایت مسرور کن تھا۔ میں تہہ دل سے حضور انور کی ممنون ہوں کہ آپ باوجود ایک مصروف شیڈول کے ہمارے گھر بھی تشریف لائے۔ یہ میرے لیے اور ہماری فیملی کے لیے نہایت سعادت کا باعث تھا۔

(ڈائری مکرم عابد خان صاحب دورہ امریکہ حضور انور 2012)

Bass Pro کا مختصر دورہ

2 جولائی 2012 کو حضور انور کا امریکہ میں دورہ اختتام پذیر ہو رہا تھا۔ شام کے قریب حضور انور کے بڑے بھائی صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے حضور انور کو بتایا کہ یہاں قریب ہی ایک store ہے جو شکار سے متعلقہ سامان فروخت کرتے ہیں۔ یوں بغیر کسی سابقہ پلاننگ کے حضور انور نے اس سٹور پر جانا پسند فرمایا۔ یہ ایک وسیع وعریض سٹور تھا جس کے باہر آؤٹ ڈور مال تجارت بھی بڑے پیمانے پر موجود تھا۔ اس سٹور کے استقبالیہ کو جانوروں کی کھالوں میں بھوسہ بھر کے سجایا گیا تھا۔ چند بھوسہ بھرے ہوئے جانور جیسے ریچھ اس قدر بڑی جسامت کے تھے کہ میں نے زیادہ تر وقت ان جانوروں کی جانچ پڑتال میں لگایا کہ آیا یہ اصلی جانور کی کھال میں بھوسہ بھرا ہوا ہے یا نقلی ہیں اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ اصلی جانوروں کی کھالیں تھیں۔حضور انور نے تیس سے چالیس منٹ store میں گزارے اور مختلف شکار کے سامان کا جائزہ لیتے رہے اور وہاں موجود عملہ کے ایک دو افراد سے گفتگو فرماتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور انور اس تفریح سے خوب لطف اندوز ہوئے۔ جب ہماری ہوٹل میں واپسی ہوئی تو حضور انور اپنی رہائش پر تشریف لے جانے کی بجائے اپنے دفتر میں تشریف لے گئے۔ بعد ازاں فوراً ہی حضور انور نے احمدی احباب سے ملاقاتیں فرمانا شروع کر دیا اور یہ سلسلہ اگلے چند گھنٹوں میں نماز مغرب اور عشاء کے وقت تک جاری رہا۔

(ڈائری مکرم عابد خان صاحب دورہ امریکہ حضور انور 2012)

(مترجم: ابو سلطان)

درخواست دُعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیوں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری کرے۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

حاصل مطالعہ

قسط 10

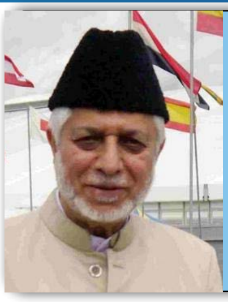

ارشادِ نبیؐ

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، بے چینی، تکلیف اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی لگتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب المرضی باب ما جاء فی کفارۃ المرض)

ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی دن بھی ایسا نہیں کہ جس میں دو فرشتے جبکہ بندے صبح کو اُٹھتے ہیں نازل نہ ہوتے ہوں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے: اَے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا کر اور دوسرا کہتا ہے: بخیل کا مال رائیگاں جائے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے کہا: یا نبی اللہ! جو شخص طاقت نہ رکھے؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرے۔ خود بھی فائدہ اُٹھائے اور صدقہ بھی دے۔ انہوں نے کہا: اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ آپ نے فرمایا: حاجت مند مصیبت زدہ کی مدد کرے۔ انہوں نے کہا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو؟ آپ نے فرمایا: چاہئے کہ اچھی بات پر عمل کرے اور بدی سے باز رہے۔ یہی اس کیلئے صدقہ ہے۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الزکاۃ، مطبوعہ 2008ء قادیان)

ارشادات سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اسلام نے بڑے بڑے مصائب کے دن گزارے ہیں اب اس کا
خزاں گزر چکا ہے اور اب اس کے واسطے موسم بہار ہے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 168)

''میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 340)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مکتوب گرامی سے اقتباس جو حضور علیہ السلام نے قاضی عبدالمجید صاحب مرحوم سالٹ انسپکٹر کے نام رقم فرمایا تھا اور الفضل قادیان دارالامان، 22 جولائی 1943ء میں شائع ہوا تھا۔

''ہر ایک امر خدا تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے جس کسی شخص پر خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو اس کی یہ علامت نہیں ہے کہ وہ بہت دولت مند ہو جاتا ہے۔ یا دنیوی زندگی اس کی بہت آرام سے گزرتی ہے۔ بلکہ اس کی یہ علامت ہے کہ اس کا دل خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور وہ خدا سے پُرفعل اور قول کے وقت ڈرتا ہے۔ اور سچی تقویٰ اس کے نصیب ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضی کی راہوں پر چلاوے اور دنیا و آخرت کے عذاب سے بچاوے آمین۔''

تلاوت کی اصل غرض

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے بارہا اپنے درس القرآن میں فرمایا کہ:

''قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے اور تلاوت کی اصل غرض عمل ہے اور یہ غرض پوری نہیں ہو سکتی جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔''

(الحکم 7 اکتوبر 1937ء)

میاں بیوی دونوں ہی جنت میں!

یہ ستمبر 1948ء کی بات ہے اُن دنوں ہمارا قیام نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور میں تھا۔ ابّا جان حضرت مرزا قدرت اللہ صاحبؓ کی طبیعت علیل تھی، آپ کمرے میں بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ ہماری اُمّی برکت بی بی، دونوں بہنیں صادقہ اکمل، سعیدہ اور مظفر رفیق اور بڑے بھائی مرزا محمد سعید اور اُن کی بیٹی مبارکہ سب موجود تھے۔ آپ نے نصیحت کرتے ہوئے ہم سب کو کہا کہ آپ نے نماز ہمیشہ باقاعدگی سے ادا کرنی ہے۔ گو کہ آپ آہستہ آہستہ ٹھہر کر بات کر رہے تھے۔ مگر آپ کے الفاظ پوری طرح سمجھ آ رہے تھے۔ پھر مخاطب ہوئے اور کہا مجھے میرے بہت ہی پیارے اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے اور میں نے لبیک کہتے ہوئے کل اُس کے حضور حاضر ہو جانا ہے۔ میں اُس کی رضا پر راضی ہوں اس کے سلوک اور اس کی شفقت سے میرا دل بہت مطمئن ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر کیا ہے، میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں اپنے رحیم و کریم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر سکوں۔ جدائی کا سن کر ہم سب اور اُمّی بہت افسردہ ہوئے، قدرتی امر ہے کہ ایسی شفیق ہستی کی جدائی کیونکر برداشت ہو سکتی ہے؟ آپ نے بات کو مزید جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میرے بہت ہی رحیم و کریم اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر اپنی شفقت اور رحم کرتے ہوئے الہاماً یہ بشارت دی ہے کہ:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔

میری اُمّی یہ سن کر مطمئن ہوئیں مگر پھر اسی سوگوار عالم میں کہا کہ آپ میرے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا انجام بھی بخیر کرے۔ آپ نے اسی وقت اپنے دونوں ہاتھ دعا کیلئے اُٹھائے۔ تضرّع اور عاجزی سے کافی دیر تک دعا کرتے رہے۔ دعا ختم کر چکنے کے بعد گویا ہوئے کہ ابھی الہام ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ:

اُسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ

اُمّی کی آنکھیں نم تھیں اور ہم سب کا بھی یہ عالم تھا۔ ایک بار پھر اُمّی نے کہا کہ سعیدہ کا کیا بنے گا؟ ہماری چھوٹی بہن سعیدہ اس وقت میٹرک میں تھی اور رفیق چھوٹا بھائی 13/ 14 سال کا تھا۔ ماں کو بچوں کا فکر کھائے جا رہا تھا۔ ابّا جان نے اپنا دایاں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ:

''میرا قادر و قدیر خدا کرے گا ان شاء اللہ'' یا کچھ ایسے ہی الفاظ تھے۔

اس کے بعد دعا کرتے کرتے خاموش ہو گئے۔ آپ کمزور ضرور تھے مگر بعد میں بھی بات چیت کرتے رہے۔ ہم سب کو تسلی اور تشفی دیتے رہے۔ اگلے دن جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی تھی، آپ 20 ستمبر 1948ء کو اپنے پیارے ربّ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

(ماخوذ از کتاب کاروانِ حیات مؤلف مظفر احمد مرزا۔ لندن صفحہ 100 تا 101)

تبلیغ کا ایک دلچسپ واقعہ

ایک دفعہ موضع ''چاوہ'' میں جہاں حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی نہر کے پٹواری تھے۔ حکیم شیر محمد صاحب (جو حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے چچا تھے) اپنی زمین دیکھنے کے سلسلہ میں گئے اور بوتالوی صاحب کو تبلیغی شوق کے نشہ میں احمدیت کے مسائل نہایت عمدگی سے سمجھانے لگے۔ حکیم صاحب کو یہ علم نہیں تھا کہ مولوی بوتالوی صاحب احمدی ہیں۔ جب واپس جانے لگے تو مولوی صاحب ان کی مشایعت کے لیے چند قدم آگے تک گئے اور اس حقیقت کو ظاہر کیا کہ میں تو خدا کے فضل سے پہلے ہی احمدی ہوں۔ آپ کی تبلیغ کے دوران میں اس لیے چپ رہا تا کہ دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچ جائے اور آپ کے خاص رنگ سے خدا ان کے سینوں کو کھول دے۔ اس پر حکیم صاحب بے حد خوش ہوئے اور مولوی صاحب سے بغل گیر ہو کر رخصت ہوئے۔

(اصحاب احمد جلد 7)

گھروں میں روزانہ تلاوت کا اہتمام ہونا چاہئے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''انصار کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ انہیں قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا شغف ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ یعنی تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے لوگوں کو سکھائے۔ پھر سیکھنا ہی کافی نہیں بلکہ گھروں میں روزانہ تلاوت کا اہتمام بھی ہونا چاہئے اس نیک عادت کو جاری رکھیں اور اہل خانہ کی بھی اس پہلو سے نگرانی کرتے رہیں۔ اسی طرح اپنی اولاد کی ہر پہلو سے نیک تربیت پر خاص دھیان دیں۔ ان کے رجحانات پر نظر رکھیں۔ ان کی دوستیوں پر نگاہ رکھیں اور انہیں معاشرے کے بداثرات سے بچا کر رکھیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے انذار کے رنگ میں بدرفیق کو چھوڑنے کی نصیحت فرمائی ہے۔''

(پیغام سیدنا حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 2014ء)

ابن ایف آر بسمل

حضرت فاطمہؓ کا خطبہ نکاح

از افاضات خلیفۃ المسیح الثالثؒ

فرمایا ’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کے الفاظ یہ ہیں:

الحمد للّٰه المحمود بنعمته، المعبود بقدرته، المطاع بسلطانه، المرهوب من عذابه وسطوته، النافذ امره فی سمائه وارضه، الذی خلق الخلق بقدرته و میزهم باحكامه و اعزهم بدينه و اكرمهم بنبيه محمد صل الله عليه وسلم

ان اللّٰه تبارك اسمه و تعالت عظمته جعل المصاهرة سببا لاحقا و امرا مفترضا، اوشج به الارحام و الزم به الانام فقال عز من قائل: (وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا و صهرا و كان ربك قديرا)

فامر اللّٰه يجری الی قضائه و قضاؤه يجری الی قضاقدره، ولكل قضاء قدر ولكل قدر اجل و لكل اجل كتاب، يمحو الله ما يشاء ويثبت و عنده ام الكتاب

ثم ان اللّٰه عز و جل امرنی ان ازواج فاطمة من علی بن ابی طالب فاشهدوا انی زوجته علی اربع مائة مثقال فضة ان رضی بذالك علی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو رب، رحمان، رحیم، مالک یوم الدین کی صفات کی وجہ سے اپنی مخلوق پر بے شمار نعمتیں نازل کرتا ہے اور اس کی مخلوق اس کی نعمتوں کو دیکھ کر اس کی حمد میں مصروف ہے کامل قدرت اسی کو حاصل ہے اسی لئے وہی ایک معبود حقیقی ہے قادرانہ تسلط اسی کو حاصل ہے اسی لئے وہی سچی اور عاجزانہ اطاعت کا مستحق ہے اس کے قہر اور جبروت کو دیکھ کر مخلوق خوف کے مقام پر کھڑی ہوتی ہے آسمان اور زمین میں اس کا حکم نافذ ہے اس نے اپنی قدرت کاملہ سے مخلوق کو پیدا کیا پھر اپنے کامل تصرف سے اس نے ان میں مختلف قوتیں اور استعدادیں پیدا کیں اور بعض کو بعض پر فضیلت بخشی پھر اشرف المخلوقات کو ایک کامل شریعت کے ذریعہ انتہائی شرف بخشا اور اپنے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرما کر اس نے انسان کے لئے عزت و شرف کے سامان مہیا کئے

اللہ تعالیٰ نے ازدواجی تعلقات کو فطرت کا جزو بنایا ہے جس سے پھل کے بعد پھل حاصل ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں انسان کے لئے ہدایت کو نازل کیا اور نکاح کو واجب قرار دیا اور اس کے ذریعہ سے اس نے خاندانوں کے باہمی تعلقات میں وسعت پیدا کی۔عزت وعظمت والا ہے وہ جس نے قرآن کریم میں فرمایا:

’’اور وہ خدا ہی ہے جس نے پانی سے انسان بنایا پس اس کو کبھی تو کمال قدرت سے شجرہ آباء کے خونی رشتہ میں منسلک کیا اور کبھی کمال ہدایت سے ازدواجی رشتہ میں باندھا اور تیرا رب ہر چیز پر قادر ہے‘‘

پس یاد رکھو کہ اللہ تعالی کا ہر انفرادی حکم، قوانین قضاء و قوانین قدرت کے ذریعہ ظہور پکڑتا ہے اور قضاء و قدر کے قوانین میں اس کی قدرتوں کے نظارے جلوہ گر ہوتے ہیں اور اسکی یہ قدرت ایک وسیع پروگرام کے ماتحت ظاہر ہوتی ہے اور اس کے ہر پروگرام کے لئے ایک میعاد مقرر ہے جس چیز کو اللہ چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم کرتا ہے اور اس کے پاس تمام احکام کی جڑھ اور اصل ہے

اور پھر آپ نے فرمایا

اللہ عزوجل کے حکم سے میں فاطمہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے پڑھ رہا ہوں چارسو مثقال چاندی کی مہر پر بشرطیکہ علی راضی ہو‘‘

میں نے کوشش کی ہے کہ صحیح اور قابل فہم مطلب اور مفہوم اس خطبہ نکاح کا اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کروں جب میں نے اس پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اتنے وسیع مضامین اور مطالب ان چند الفاظ میں پائے جاتے ہیں کہ عقل انسانی حیران رہ جاتی ہے

(خطبات ناصر جلد دہم صفحہ 271 - 273)

کاشف احمد

بھوک، جذبہ اور توفیق

وہ روزانہ آتی تھی میرے کلینک پہ۔سب سے آخری سیٹ پر بیٹھ جاتی۔ اور اپنی باری کا انتظار کرتی رہتی۔

اپنے سے بعد میں آنے والوں کو بھی پہلے چیک اپ کرانے کے لیے اپنی جگہ دے دیتی اور کھسکتی ہوئی وہیں آخری سیٹ پر پہنچ جاتی۔عورتیں اپنی بیماریاں بتاتی تو وہ غور سے سُن رہی ہوتی، اور ان سے سوال جواب بھی کرتی۔عمر کوئی پینتیس چالیس کے لگ بھگ ہوگی۔ کپڑے قیمتی نہیں مگر صاف ستھرے ہوتے تھے۔

میں ملک کا مشہور ڈاکٹر فریزر ہوں۔دن میں سرکاری اسپتال میں ہوتا ہوں، اور شام میں اپنے پرائیویٹ کلینک پر رات گئے تک بیٹھتا ہوں، میری پریکٹس خوب چلتی ہے۔لوگ کہتے ہیں، اللہ نے میرے ہاتھ میں شفا رکھی ہے۔میری فیس عام آدمی کی پہنچ سے دور ہے، میرا گھر میں انتظار کرنے والا کوئی نہیں ہے۔اس لئے میرا زیادہ وقت کلینک پر ہی گزرتا ہے۔ بیوی دو سال پہلے فوت ہوچکی ہے۔جبکہ بیٹیوں کے فرائض میں ادا کر چکا ہوں، دونوں اپنے گھروں میں آباد ہیں۔

وہ بلا ناغہ تقریباً ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ کلینک پر بیٹھتی اور پھر چلی جاتی، بغیر چیک اپ کرائے اور دوا لئے۔

آج میں نے ارادہ کیا کہ اُسے پوچھوں گا کہ وہ کیا کرنے آتی ہے؟

بی بی! آپ آئیں۔میں نے اپنے مریضوں کو دوسری طرف بٹھا کر اُسے اشارہ کیا۔

وہ حیرانگی سی میری طرف دیکھنے لگی۔

جی! میں آپ کو ہی بُلا رہا ہوں۔آئیں! اب آپ کی باری ہے۔

وہ اُٹھی اور تقریباً گھسیٹتے ہوئے قدموں سے میرے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔

بیٹھیں۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بیٹھ گئی۔

جی بتائیں۔کیا مسئلہ ہے؟ اس نے گلا صاف کیا اور نپے تلے لہجے میں بولی، ڈاکٹر جی! آپ بہت بڑے ڈاکٹر ہیں۔میں غریب عورت آپکی فیس نہیں دے سکتی اور میں یہاں اپنا علاج کرانے نہیں آئی۔

تو پھر یہاں کیا کرنے آتی ہیں؟ (ڈاکٹر صاحب)

میں پیراں گوٹھ میں رہتی ہوں ۔وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں ہے۔ایک حکیم تھا۔وہ بھی مرگیا۔پچھلے دنوں بستی میں ہیضہ پھوٹ پڑا۔کئی ماؤں کی گودیں اُجڑ گئیں کیونکہ ہمارے گوٹھ میں کوئی ڈاکٹر نہیں، میری شانو بھی مرگئی، اسی بیماری کی وجہ سے اور وہ رونے لگی۔

مجھے لگا وہ مجھے بستی کے لوگوں کے علاج کے لیے اصرار کرے گی، مگر میرے پاس نہ تو وقت تھا اور نہ ہی جذبہ۔میں کیسے اپنا چلتا ہوا کلینک چھوڑ کے اُسکے ساتھ اسکی بستی کے لوگوں کا علاج کرنے چلا جاتا؟

اسی خدشے کے پیش نظر میں نے پہلے ہی صاف جواب دینا مناسب سمجھا۔

دیکھو بی بی!

اس میں میرا کوئی قصور نہیں اگر وہاں کوئی ڈاکٹر نہیں یہ میری نہیں حکومت کی ذمہ داری ہے اور میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا، برائے مہربانی میرا وقت ضائع نہ کریں۔

میرا غرور اور تکبر میرے لہجے سے چھلک رہا تھا، اس جہانِ کے فانی ہونے کا ادراک تمام مخلوقات میں سے صرف نوعِ انسان کو ہے۔مگر پھر بھی اسکی بھوک بے قابو ہے چاہے وہ دولت کی ہو یا کسی اور چیز کی۔

میرے مریض میرا انتظار کر رہے تھے۔میں نے جان چھڑانے کی غرض سے ذرا غصیلے لہجے میں کہا۔

بی بی! جب کوئی بیماری نہیں، کوئی کام نہیں تو یہاں کیا کرنے آتی ہو؟ میرا کتنا ٹائم ضائع ہوگیا تمہاری وجہ سے۔

اس نے چند ثانیے میرے چہرے کو دیکھا، اسکے چہرے پہ حیرانی صاف پڑھی جارہی تھی، شائد اسے مجھ جیسے اعلیٰ درجے کے ڈاکٹر سے ایسے گھٹیا پن کی اُمید نہیں تھی، وہ گویا ہوئی۔

ڈاکٹر جی! آپکے پاس جو مریض آتے ہیں میں اُن سے باتوں باتوں میں اُن کی بیماری کے متعلق پوچھتی ہوں۔

جو دوائی آپ ان کو تجویز کرتے ہیں اُسکا نام بھی پوچھ لیتی ہوں۔اسطرح روز ایک دو مریض سے میری بات ہوجاتی ہے۔گھر جا کے میں بیماری اور دوائی کا نام کاپی میں لکھ لیتی ہوں۔پوری پانچ جماعتیں پاس ہوں۔پھر اگر بستی میں کوئی بیمار ہوجاتا ہے تو میں بیماری کے حساب سے آپکی بتائی ہوئی دوائی انہیں لا دیتی ہوں۔میری شانو تو مرگئی مگر میں کسی اور کی شانو کو مرنے نہیں دوں گی۔

یہ کہہ کر وہ تو کلینک سے چلی گئی۔

مگر میری اعلیٰ تعلیم اسکی پانچ جماعتوں کے سامنے ہیچ ہوگئی تھی۔

میری بھوک مرگئی!

کافی جذباتی کہانی ہے لیکن اس سے سیکھا کیا ہے؟

کسی بھی ہنر اور فن کو سیکھنے کے لئے بھی اتنا ہے جنون اور سچا جذبہ درکار ہوتا ہے ۔ پھر کوئی ادارہ اور اس کی شرائط ، کوئی سالوں پر محیط وقت اور پیسہ درکار نہیں ہوتا۔ اسی بھرپور اور خالص جذبے کی طاقت سے ناممکن ممکن ہوجاتا ہے ، کوئی بھی ایک کارآمد اور فائدہ مند انسان بن سکتا ہے اور یہ جذبہ یا تو حالات زبردستی پیدا کر دیتے ہیں یا پھر نیکی کی توفیق مل جاتی ہے۔

توفیق جو دراصل فضل سے ملتی ہے اور جو فطرت کی بنیادی طور پر اچھا ہونے کے بنا کبھی حاصل نہیں ہوتی۔

ہاں ایسا ہوتا بہت کم ہے۔لیکن عظیم لوگ اور عظیم کام بھی بہت کم ہوتے ہیں۔

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ امریکہ

میری دادی سیّدہ دولت بی بی مرحومہ

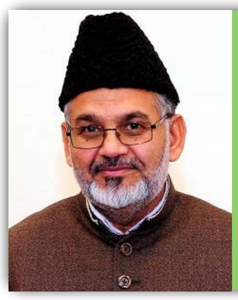

آج صبح (یکم ستمبر 2021ء بروز بدھ) خاکسار جب مسجد محمود ڈیٹرائٹ سے نماز فجر پڑھنے کے بعد نکلا تو آسمان کی طرف آنکھیں لگائے دیکھ رہا تھا کہ آسمان پر بادل ہیں یا ستارے نکلے ہوئے ہیں۔ ستارے تو نظر نہ آئے لیکن ایک طرف ہٹ کر چاند ضرور تھا۔ یہ غالباً محرم الحرام کی 22-23 تاریخ تھی۔

اس وقت مجھے اپنی دادی جان سیدہ دولت بی بی مرحومہ بہت یاد آئیں۔جس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم اپنے گاؤں میں رہتے تھے۔ تو آپ رات کو جلدی اٹھتی تھیں نماز تہجد پڑھتیں پھر دودھ دھوتیں اور پھر سب کے لئے ناشتہ تیار کرتیں اور پھر اس کے بعد دیگر گھریلو کاموں میں مصروف ہو جاتیں۔

اصل میں اس وقت گھڑیاں ایجاد تو ہو چکی تھیں۔ مگر ہمارے گھر میں کسی کے پاس نہ تھی۔ نہ ہی الارم وغیرہ یا ٹائم پیس تھا۔ دادی مرحومہ کو ستاروں کے ساتھ وقت شناخت کرنے کا ملکہ تھا۔ وہ بتایا کرتی تھیں کہ جب یہ ستارہ یہاں ہو تو میں اٹھتی ہوں۔ اور جب فلاں ستارہ وہاں پر ہو تو نماز فجر پڑھ لیتی ہوں۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ رمضان میں بھی وہ ستاروں کی مدد سے ہی سحری پکاتیں اور روزے سب کو رکھواتی تھیں۔ یہ میرے بچپن کی یادداشت ہے اپنی دادی جان مرحومہ کے بارے میں اور آج ستاروں کو دیکھتے ہی ان کی یاد آئی۔ تو سوچا کہ اپنی دادی جان کے بارے میں کچھ مزید بھی لکھوں اور ان کی چند نیکیوں کا تذکرہ کروں۔ اور حدیث نبوی ﷺ پر عمل ہو کہ اُذکُرُوا مَحاسِنَ موتاکم

جب میرے دادا جان اور دادی جان، ابا جان اور میری والدہ اور ہم تین بہن بھائی ہجرت کر کے گولیکی ضلع گجرات سے یہاں چنی گوٹھ میں عاشق آباد جو کہ ایک موضع ہے جہاں میرے دادا جان سید امیر احمد شاہ صاحب مرحوم نے کچھ زمین خریدی تھی آ کر آباد ہوئے۔ تو دادا جان نے سب سے پہلے گھر کے بالکل دروازے کے ساتھ ایک کچی مسجد گارے کی اینٹوں کے ساتھ بنائی جس میں بمشکل 8، 10 نمازی نماز پڑھ سکتے ہوں گے۔ شائد اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمارا خاندان ہی چھوٹا سا تھا اور پھر صرف ہم نے ہی اس میں نماز پڑھنی تھی۔ میری دادی جان بھی اسی مسجد میں نماز پڑھتی تھیں، سوائے تہجد کے۔ باقی نمازیں میں نے انہیں اس مسجد میں ہی پڑھتے دیکھا ہے۔

قرآن شریف کی اس طرح باقاعدہ تلاوت تو کرتے نہیں دیکھا لیکن ایک پنج سورۃ گھر میں انہوں نے اپنے لئے رکھا ہوا تھا وہ ضرور پڑھتیں اور تلاوت کرتی تھیں۔ میری دادی جان ایک غیر احمدی سید فیملی سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور میرے دادا جان نے حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں 1932ء میں بیعت کی تھی۔ اور دادی جان نے ابھی بیعت نہیں کی تھی انہوں نے 1953ء میں جا کر بیعت کی۔ اور پھر انہیں احمدیت سے یا احمدیت کے عقائد کے بارہ میں کچھ انہیں زیادہ علم بھی نہ تھا۔ ہندوستان میں ہمارے ابا جان کے پڑدادا سید محمد پناہ صاحب کی گدی تھی۔ جیسا کہ آج کل پاکستان یا ہندوستان میں مزارات ہیں۔ وہاں عرس بھی لگتا، نذریں، نیاز بھی آتیں اور چڑھاوے بھی چڑھتے تھے۔ یہ باتیں میری دادی جان کی زندگی پر اثر انداز رہیں۔

میری دادی جان کوئی پڑھی لکھی نہ تھیں بس یہ ان کو پتہ تھا کہ وہ احمدی ہیں اور احمدیت سچی ہے۔عقائد کیا ہیں اس کا کچھ پتہ نہ تھا۔حضرت مصلح موعودؓ کی اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیعت کی تھی۔ جب یہ جانا کہ ہم احمدی ہیں اور احمدیت سچی ہے بس پھر دل و جان سے احمدیت کی ہی ہو رہیں۔

ان کے نماز سے شغف کے بارے میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ وہ مسجد ہی میں نماز پڑھتی تھیں اور وہ صرف خود ہی نماز کی پابند نہ تھیں بلکہ گھر میں بھی ہم سب کی نمازوں کا بہت خیال رکھتیں۔ مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے جب میں مبلغ بن گیا۔ پاکستان میں خدمت کی توفیق ملی۔ پھر افریقہ میں 8 سال خدمت کی توفیق ملی پھر امریکہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق کی سعادت پا رہا ہوں۔ میں جب بھی امریکہ، افریقہ سے چھٹی پر ربوہ جاتا تو دادی جان کو گاؤں سے ربوہ ہی بلا لیتا تھا کہ جو چھٹی ہے ان کے ساتھ ہی یہاں ربوہ میں گذاروں۔ تو میں جب بھی باہر سے گھر میں داخل ہوتا تو دادی جان کا سب سے پہلے سوال مجھے یہ ہوتا کہ شمشاد نماز پڑھ لی ہے؟ شمشاد نماز پڑھ لی ہے؟ مجھے یاد ہے کہ انہوں نے یہ بات سینکڑوں مرتبہ مجھے پوچھی ہو گی۔ باوجود اس کے کہ وہ جانتی تھیں میں مربی بن گیا ہوں۔ دوسروں کو بھی سکھاتا ہوں مگر وہ مجھ سے جب بھی میں باہر سے گھر میں داخل ہوتا تھا یہی ایک بات پوچھتی تھیں۔ کیوں کہ نہ تو ان کے پاس گھڑی تھی۔ اور نہ وقت کا زیادہ حساب رکھتی تھیں لیکن سوال یہی ہوتا اور اگر میں کہتا کہ میں تو بازار گیا تھا یا ابھی نماز کا وقت نہیں ہے۔ تو انہیں تسلی ہو جاتی تھی۔ اور میں انہیں بتا کر جاتا کہ اب نماز کا وقت ہے مسجد جا رہا ہوں اس سے بھی بہت خوش ہوتی تھیں۔

نڈر اور بہادر خاتون

ہماری دادی جان بہت نڈر اور بہادر خاتون تھیں۔ 1974ء کا زمانہ بہت مشکل زمانہ اور مشکل حالات تھے۔ اُن دنوں میرے ابا جان ربوہ میں آئے ہوئے تھے کہ اچانک حالات بگڑ گئے اور دادی جان اکیلی گاؤں میں تھیں۔ ہمارے موضع کے اور شہر کے لوگوں کو پتہ تھا کہ یہ احمدی گھرانہ ہے تو انہوں نے شہر سے بلوائی حملہ کے لئے اکٹھے کئے اور ان کا خیال تھا کہ ہمارے گھر کو اور جائیداد کو لوٹ لیں اور آگ لگائیں اور ابا جان کو قتل کر دیں وغیرہ۔ جو بھی اس وقت احمدیت کے دشمنوں سے ہوتا تھا وہ کرتے تھے۔ اس صورت میں سب نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ کس طرح دادی جان کو وہاں سے ربوہ لایا جائے۔ جب اس کا پروگرام بنا لیا تو دادی جان نے کہا کہ آپ ربوہ آرام سے رہیں۔ میں یہاں اکیلی رہتی ہوں دیکھ لوں گی کہ کون حملہ آور ہوتا ہے میں خود سنبھال لوں گی۔ چنانچہ دادی جان 3 ماہ تک اکیلی وہاں گھر پر رہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی کو حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ 3 ماہ بعد جب خدا تعالیٰ کے فضل سے حالات بہتر ہو گئے تو ابا جان واپس چنی گوٹھ آ گئے۔ لیکن دادی جان نے یہ 3 ماہ کا عرصہ بلا خوف و خطر گذارا۔ الحمد للہ

ہمسایوں کے ساتھ نیک سلوک

جیسا کہ میں نے بتایا کہ ہمارا تو اکیلا گھر تھا احمدیوں کا لیکن دو تین گھر ہمارے گھر کے بالکل ساتھ تھے۔ درمیان میں صرف ہمسایوں کی دیوار تھی۔ جو کہ ہماری ہی زمین پر ان کے مکانات تھے ہمیشہ دادی مرحومہ نے ان کے ساتھ نیکی اور احسان کا سلوک کیا۔ ہمسایوں کے بچوں کے لئے اور ان کے صبح کے ناشتہ کے لئے گھر سے روزانہ دودھ بھیجتی تھیں۔ اور پھر دوپہر کو لسّی بھجواتی تھیں۔ گھر میں جب گوشت یا کوئی اور اچھا سالن پکتا چاول وغیرہ پکتے تو بھی ہمسایوں کا حق بھجواتیں۔ جب پتہ چلتا کہ کسی کو دودھ کی ضرورت ہے تو اس کی ضرورت بھی پوری کرتیں۔ اس زمانے میں دودھ بیچنا شائد گناہ سمجھا جاتا تھا۔یعنی اس حد تک وہ خیال کرتیں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نعمت دی ہے اور اس کا ایک قسم کا شکرانہ یہ ہو گا کہ ہم دوسروں کو بھی اس نعمت سے فیض پہنچائیں۔

نوکروں کے ساتھ حسن سلوک

جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ ہمارا گھرانہ زمیندار گھرانہ ہے۔ اور دادی جان مرحومہ کے پاس گھر میں ایک یا دو نوکر ہوتے تھے جو باہر کے کام کاج میں مدد کرتے تھے۔ ان کو تین وقت کھانا چولہے کے ساتھ بٹھا کر پکا کر تازہ کھلاتی تھیں۔ مجھے ایک واقعہ کبھی نہیں بھولتا۔ ایک دفعہ میں بھی دادی جان اور دادا جان کو ملنے گاؤں گیا ہوا تھا (یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم تعلیم کی خاطر چنی گوٹھ سے احمد پور شرقیہ آ کر آباد ہو گئے تھے) سردیوں کے دن تھے۔ دوپہر کا کھانا تھا۔ میں نے دادی جان سے کہا کہ مجھے بھوک لگی ہے روٹی دیں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ چولہے پر لکڑیاں جلائیں اور آٹا لے کر بیٹھ گئیں۔ دال یا سالن جو بھی تھا وہ پہلے سے پکا ہوا تھا۔ جب پہلی روٹی پکائی تو میں نے سمجھا مجھے ملے گی۔ انہوں نے مجھے کہا جاؤ مجید کو بلا کر لاؤ۔ مجید ہمارا نوکر تھا جو باہر گھاس کاٹ رہا تھا۔ میں اسے بلا کر لایا۔ اتنے میں دوسری روٹی بھی پک چکی تھی۔ دادی جان نے وہ روٹیاں اور سالن پہلے اسے دیا اور پھر بہت سارا مکھن روٹی پر لگا کر دیا۔ میں اس بات پر حیران ہوا۔ اتنے میں ابا جان بھی باہر سے آ گئے۔ میں نے سوچا شائد اب ابا جان کو کھانا ملے گا لیکن نہیں دادی جان نے پھر مجھے دیا اور جتنا مکھن مجید کو دیا تھا روٹی پر اس سے کم مجھے دیا۔ پھر تیسرے نمبر پر ابا جان کی باری آئی۔ اور انہیں مجھ سے بھی کم مکھن روٹی پر دیا۔ میں نے بعد میں وجہ پوچھی

کہ ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگیں کہ وہ نوکر ہے اس کا حق پہلے ہے۔ پھر وہ تو کام کر رہا تھا اس کو زیادہ ضرورت تھی۔ آپ تو گھر میں تھے۔ اور کام بھی کچھ نہیں تھا۔ اس لئے نوکر کا حق پہلے ہے۔

واقف زندگی کا احترام

میں نے پہلے بتایا ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد گدی نشین اور پیر تھے۔ ہندوستان میں رجولی کے مقام ضلع انبالہ میں ہماری گدی تھی۔ اور اس کی 500 ایکڑ زمین بھی ہمارے استعمال میں تھی۔ بے شمار نذر نیاز، مال و دولت، اجناس اور چڑھاوے کی چیزیں آتی تھیں۔ گھر بھرا رہتا تھا۔ اس کے باوجود میری دادی جان سے ہمیشہ میں نے یہی سنا وہ کہتی تھیں کہ شمشاد اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی ہمارے گھر میں برکت بالکل نہ تھی۔ اور اب خدا کے فضل سے جب سے احمدیت ہے برکت ہی برکت ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ہمارے تھوڑے میں بہت برکت ڈالی ہوئی ہے۔

میری تو دادی جان کے مقابلہ میں کچھ حیثیت اور مقام نہیں ہے۔ وہ میری بزرگ تھیں لیکن جب میں نے وقف کیا اور جامعہ میں داخل ہوا تو میرا بے حد احترام کرتی تھیں میں نے جو کہہ دیا وہ انہوں نے پورا کرنا ہوتا تھا۔

میری دادی جان نے اپنی زندگی میں بہت کم سفر اختیار کئے تھے اور جب بھی کوئی انہیں کہتا کہ چلو کچھ عرصہ کے لئے ہمارے پاس آ کر رہ جائیں تو فوری انکار کر دیتی تھیں کہ میں گھر بار چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ لیکن میں نے جب بھی کہا کہ میں چھٹی پر آیا ہوں آپ یہاں ربوہ ہی آجائیں تو فوراً چلی آتیں اور دو دو ماہ جب تک میری چھٹی ہوتی میرے ساتھ ہی گزارتی تھیں۔

بیعت اور ایمان میں پختگی کا اظہار

میں نے اپنے اباجان سے محترمہ دادی جان کی بیعت کا پوچھا تو انہوں نے کہا میرے دادا جان مرحوم نے بیعت 1932ء میں کی تھی۔ دادی جان نے اس وقت بیعت نہیں کی تھی۔ بلکہ 1953ء میں جا کر بیعت کی۔

دادی جان مرحومہ کے اپنے کوئی رشتہ دار نہ تھے بلکہ جس گھرانے میں ان کی پرورش اور تربیت ہوئی تھی وہی ان کے رشتہ دار تھے۔ والدین بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ جب دادی جان مرحومہ نے بیعت کی تو گاؤں کے لوگ اور وہ رشتہ دار جن کے ساتھ ان کے روابط تھے وہ وفد کی صورت میں دادی جان کے پاس گولیکی ضلع گجرات میں آئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے تم لوگ کافر ہو گئے ہو۔ پہلے تمہارا خاوند (میرے دادا جان سید امیر احمد شاہ صاحب مرحوم) کافر ہوئے اور اب تم نے بھی وہی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ بہتر ہوگا کہ آپ اپنے خاوند اور اس نئے مذہب کو چھوڑ دو ہم تمہیں اپنے ساتھ اپنے گاؤں لئے چلتے ہیں۔ تو میری دادی جان نے یہ جواب دیا کہ ہاں میرے میاں نے بقول تمہارے نیا مذہب اختیار کر لیا ہے لیکن ایک بات ہے کہ جب وہ مسلمان تھے تو نہ نمازیں پڑھتے تھے اور نہ ہی کوئی اور نیکی کا کام میں نے کرتے انہیں دیکھا۔ تعویذ دیتے اور لکھتے تھے نیز مزار پر دھال وغیرہ ڈلواتے تھے اور مشرکانہ رسوم کرتے رہتے تھے۔ لیکن جب سے انہوں نے وہ اسلام چھوڑا ہے اب خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ پانچوں نمازیں پڑھ رہے ہیں اور جن فضولیات میں وہ تھے وہ بھی ختم کر دی ہیں۔ آپ لوگ واپس چلے جائیں۔ مجھے یہ منظور ہے جو انہوں نے کام کیا ہے۔ پہلے والا اسلام ان کا ٹھیک نہیں تھا بلکہ جب سے وہ مسلمان نہیں رہے تمہارے کہنے کے مطابق وہ نیکی پر قائم ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ۔ چنانچہ سب لوگ واپس چلے گئے۔

اپنے پوتی اور پوتوں کے ساتھ محبت کا اظہار

میرے ابا جان سید شوکت علی صاحب ان کی بڑی اولاد تھیں۔ قدرتاً ابا جان کی اولاد کے ساتھ دادا اور دادی کے طور پر انہیں ہم سے بھی محبت تھی۔ میری بڑی بہن محترمہ سیدہ تنظیم النساء عمر میں مجھ سے ایک سال بڑی ہیں۔ اس وقت جرمنی میں اپنے میاں اور دیگر بچوں کے ساتھ رہ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ دادا جان اور دادی جان کو بہت پیار تھا۔ جب ہماری عمر سکول میں جانے کی ہوئی تو مجھے تو دادا جان نے خود سکول جا کر داخل کرایا۔ لیکن جب میری بہن کو انہوں نے کہا تو وہ رونے لگ گئیں کہ میں نے سکول نہیں جانا۔ وہاں پر سکول میں استاد مارتے ہیں۔ بس اس نے رونا شروع کر دیا۔ دادا جان کو رحم آ گیا کہنے لگے کہ ٹھیک تم میرے ساتھ گاؤں چلو اور وہیں رہنا کیونکہ ہماری والدہ مرحومہ کہتی تھیں کہ میں نے اس کو سکول میں ضرور داخل کرانا ہے۔ پس دادا جان آڑے آ گئے اور کہنے لگے کہ نہیں جو بچی کہتی ہے میں نے وہی کرنا ہے۔ پس پھر کیا تھا ہماری بہن تنظیم دادا جان کے ساتھ گاؤں چلی گئیں وہیں دادی کے پاس ان کی پرورش ہوئی اور پھر سکول نہیں گئیں ان کی جب شادی ہونے والی تھی میں جامعہ میں پڑھتا تھا۔ میں نے سوچا کہ اسے کچھ تھوڑا بہت تو پڑھنا آنا چاہیئے چنانچہ میں نے اپنی بڑی بہن کو ا، ب، پ والا قاعدہ سکھایا اور تھوڑا بہت لکھنا سکھایا۔ الحمد للہ کہ وہ کتاب پڑھ لیتی ہیں۔ اور اگر کچھ تھوڑا بہت لکھنا پڑ جائے تو وہ لکھ بھی لیتی ہیں۔ ان سے میں نے فون پر پوچھا کہ دادی جان کی کوئی بات سناؤ تو آواز بھرّا گئی محبت سے جذبات غالب آ گئے کہنے لگیں کہ کیا بتاؤں انہوں نے مجھ سے کس قدر پیار کیا ہے میں نے کہا کچھ ان کی کوئی نیکی کی بات یا خصوصیت بتائیں۔ تو کہنے لگیں کہ گھر میں ہمارے ایک نوکر ہوتا تھا جن کا نام مقبول تھا انہیں میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے کھانا ان کو ملتا تھا۔ اور روٹی پر گھی لگا کر دیتی تھیں۔ ہمسایوں کے ساتھ بھی بہت نیک سلوک کرتی تھیں۔ ہمسایوں کے گھر دودھ بھی بھجواتی تھیں اور عید پر بھی ان کے بچوں کو عیدی وغیرہ دیتی تھیں۔

انہوں نے بتایا کہ جب ہمارے دونوں چچاؤں کی شادی ہوئی۔ چچا سید شبیر احمد صاحب آسٹریلیا اور چچا سید عاشق علی صاحب ربوہ، ہر دو کی بیویوں کو بیٹیوں کی طرح گھر میں رکھا۔ ان کے آرام کا خیال رکھا۔ اور بہت عزت و احترام سے ان کے ساتھ پیش آتی تھیں۔

ایک باہمت خاتون

میں نے اپنے شعور میں اپنی دادی جان کو بیمار نہیں دیکھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی باہمت خاتون تھیں۔ گاؤں میں ہمارا گھر خدا کے فضل سے بڑا تھا۔ سارے گھر کی روزانہ دو دفعہ صفائی کرتیں۔ پھر ہمارے گھر ہر قسم کے جانور تھے۔ کچھ تو ضرورت کے تحت تھے اور کچھ شوقیہ رکھے ہوئے تھے مثلاً 3، 4 گائیں تھیں۔ بیل تھے کیونکہ زمیندارہ کی وجہ سے ہل چلانے کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ پھر ایک دفعہ اباجان نے بھینس بھی خرید لی۔ دادا جان بکری کا دودھ پسند کرتے تھے۔ اچھی خاصی بکریاں تھیں۔ ایک بکری کا نام مجھے اب تک یاد ہے کہ ''جگنی'' رکھا ہوا تھا دادی نے۔ گائیوں کے پھر بچے تھے۔ گھوڑا دادا جان کی ضرورت کے لئے تھا۔ وہ گھوڑے کی سواری ہی پسند کرتے تھے۔ ایک گدھا بھی تھا۔ جس پر گندم وغیرہ لاد کر شہر لے جا کر آٹا پسوایا جاتا تھا۔ ہرن بھی رکھا ہوا تھا۔ ایک دفعہ سردیوں کی رات ہرن اپنی جگہ سے آزاد ہو گیا اور اس نے ایک بکری کے پیٹ میں اپنا سینگ گھسیڑ دیا۔ جس کی وجہ سے اگلے دن ہرن کو ذبح کر لیا گیا۔

بھیڑیں بھی تھیں اور چکی والے دنبے بھی۔ ابا جان نے کچھ عرصہ کے لئے اونٹ بھی رکھا تھا۔ اس کے علاوہ طوطا، بلی، کتے (4، 5 رکھے ہوئے تھے حفاظت کے لئے) مرغیاں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سب کچھ تھا۔ ان سب جانوروں کا خیال رکھنا کوئی معمولی کام نہ تھا۔ اور ہماری دادی جان ان سب چیزوں کا خیال رکھتی تھیں۔ میں نے کبوتر بھی رکھے ہوئے تھے۔ ان کی بھی دیکھ بھال کرتی تھیں۔

بعض اوقات نوکر چھٹی پر چلا جاتا یا کچھ عرصہ کے لئے غائب ہو جاتا تو پھر دادی جان اکیلی ہی گھر میں، اتنے جانوروں کے لئے گھاس کا، پانی پلانے کا اور پھر گوبر وغیرہ کی صفائی روزانہ کی بنیاد پر، پھر رات کے وقت سارے جانور گھر کی چار دیواری میں باندھے جاتے تھے۔ جب کہ صبح سویرے باہر درختوں کے نیچے، ہر دو جگہ ان کے لئے کھیتوں میں سے گھاس خود کاٹ کر لاتیں۔ اور خود مشین میں اکیلی ہی ان کا چورا کرتیں۔ پھر خود ہی سب جانوروں کو گھاس ڈالتیں۔ اور سب کو پانی پلاتی تھیں۔ لکھنے میں یہ شائد سادہ لگ رہا ہے لیکن بہت ہی مشکل کام ہے اور تھا۔ مگر انہوں نے کبھی اس میں ناغہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی تکلیف اور تھکان کا کبھی کسی سے اظہار کیا۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ گھر کے اندر پانی کا نلکا نہ تھا۔ باہر کنویں سے ہی صبح و شام پانی گھر کے سارے استعمال کے لئے خود لے کر آتی تھیں۔ اس وجہ سے میں یہ بات بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ میں نے ان جیسی بہادر اور باہمت خاتون نہیں دیکھی۔ آدمیوں سے بھی زیادہ وہ کام کر لیتی تھیں۔ کھانا پکانا اس کے علاوہ تھا۔ رات کو بہت کم آرام کرتی تھیں۔ اور پھر سارا دن اوپر والے درج شدہ کاموں میں دن گزارتی تھیں۔

انتہائی سادہ خاتون تھیں۔ مجھے نہیں یاد کہ انہوں نے کبھی نیا کپڑا پہنا ہو۔ ہاں صاف، دھلے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں اور نئے کپڑوں کی بجائے اپنی بہوؤں کے کپڑے پہن کر گزارہ کرتی تھیں۔ کبھی کسی قسم کی کوئی فرمائش نہیں کی۔ آخری عمر میں صرف مجھے یہ کہا تھا کہ مجھے عینک لگوا دیں۔ اور مجھے موٹے حروف والا قرآن شریف لے دیں۔ جب میں نے ان کی آنکھوں کا معائنہ کرایا تو پتہ چلا کہ موتیا ہے۔ پھر اس کا آپریشن

ربوہ ہی میں کرایا۔ بس مجھے ان کی ساری عمر میں یہی فرمائش یاد ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے پورا کرنے کی توفیق بھی ملی۔ الحمد للہ

سخت پردہ کی وجہ سے پہچانی نہ گئیں

اتنے سارے گھریلو اور باہر کے کاموں کی وجہ سے بھی پردہ سے کبھی غافل نہ ہوئیں۔ اول تو ہمارے ڈیرے پر باہر کا کوئی آدمی ایسے آتا ہی نہ تھا۔ لیکن اگر کوئی آجاتا تو بھرپور پردہ کرتی تھیں۔ برقعہ وغیرہ تو میں نے انہیں کبھی پہنے نہیں دیکھا لیکن قرآنی حکم کے ماتحت اپنی اوڑھنی اور چادر اس طرح لیتی تھیں کہ پہچانی بھی نہ جاتی تھیں۔

ایک دفعہ تو لطیفہ ہی ہوگیا۔ اور وہ یہ کہ میں جب پہلی یا دوسری مرتبہ امریکہ سے چھٹی پر گیا تو دادی جان وہاں چنی گوٹھ ہی تھیں۔ ابا جان تو مجھے کراچی ایئر پورٹ لینے آتے تھے اور پھر ربوہ تک آتے۔ پھر واپس چنی گوٹھ دادی جان کے پاس چلے جاتے۔ میں نے ابا جان سے کہا کہ بجائے اس کے کہ میں چنی گوٹھ دادی جان کو ملنے جاؤں۔ تو وہ دو چار دن کے لئے ہی ہوگا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ جتنا عرصہ میں ربوہ رہوں وہ میرے پاس یہاں ہی رہیں۔ ابا جان کہنے لگے کہ ٹھیک ہے۔ ان دنوں چناب ایکسپریس چنی گوٹھ سٹیشن پر ٹھہرتی تھی اور ادھر سے سیدھی ربوہ تک آتی تھی۔ ابا جان نے دادی جان کو مقررہ تاریخ پر چنی گوٹھ سے چناب ایکسپریس پر بٹھا دیا۔ اب فون نمبر وغیرہ تو تھے نہیں بس خط کے ذریعہ پہلے ہی اطلاع دے دی تھی کہ فلاں تاریخ کو چناب پر سوار کرادوں گا آپ ربوہ اتار لیں۔

میں نے سوچا کہ ربوہ تو ایک دو منٹ کا سٹاپ ہے۔ پتہ نہیں کس ڈبے میں ہوں گی۔ تلاش کرتے کرتے کہیں گاڑی ہی نہ روانہ ہوجائے۔ میں نے اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لیا اور فیصل آباد ہم دونوں چلے گئے کہ وہاں گاڑی 15 منٹ ٹھہرتی ہے۔ تلاش کرنے میں آسانی رہے گی۔ ہم نے ساری گاڑی دیکھ لی۔ خواتین کے ڈبے بھی اور مردوں کے ڈبے بھی مگر ہمیں کچھ پتہ نہ چلا۔ بڑی پریشانی ہوئی۔ دعا بھی بڑی کی۔ اچانک ایک ڈبے میں دیکھا ایک خاتون ایک سیٹ پر سکڑ کر اور کپڑے میں لپٹ کر بیٹھی ہوئی ہیں۔ اور ان کے پاؤں کی انگلیاں باہر نظر آرہی تھیں۔ میں ان کی پاؤں کی انگلیوں کو پہچانتا تھا۔ چونکہ سارے جسم پر چادر اس طرح لپٹی ہوئی تھی کہ نظر ہی نہ آتی تھیں۔ میں نے ان کے پاؤں کی انگلیوں سے پہچانا اور پوچھا آپ دولت بی بی ہو؟ کہنے لگیں ہاں۔ پھر پتہ چلا اور ہم ان کو اس طرح ربوہ لے کر آئے۔ اندازہ کریں کہ چناب ایکسپریس پر وہ دس سے گیارہ گھنٹے کا سفر تھا انہوں نے سارا سفر اسی طرح چادر میں لپٹے، بغیر کچھ کھائے پیئے گزارا۔

میں نے جب اپنی سب سے چھوٹی بہن سیدہ ناصرہ شفقت صاحبہ حیدر آباد سے رابطہ کیا اور پوچھا کہ دادی جان کی کوئی بات بتاؤ جو تمہیں یاد ہے تو اس نے بھی یہی لکھ کر بھیجا کہ ’’مجھے دادی جان کے گھریلو ملازم کے ساتھ اچھا سلوک یاد ہے کہ ان کو کھانا ہمیشہ پہلے دینا اور وہی دینا جو سب کے لئے ہوتا تھا۔ اور رات کو جس طرح سب کو دودھ کا گلاس دینا ویسے ان کو بھی دینا۔ اس کے علاوہ ہمسائے بھی جس گھر میں دودھ نہیں ہوتا تھا صبح و شام ان کے گھر دودھ بھیجنا اور یہ کوئی ایک دو دن تک نہیں بلکہ جب تک ان کے گھر کے دودھ کا انتظام نہ ہوجاتا۔ یعنی ان کے گھر جو گائے یا بکری وہ دودھ دینے کے قابل نہیں ہوجاتی۔ اس پر بعض اوقات 5، 6 ماہ کا عرصہ اور کبھی زائد بھی گذر جاتا تھا۔ لیکن دادی جان بغیر کسی تکلیف اور دقت کے خوشی خوشی یہ خدمت انجام دیتی تھیں‘‘

میری ایک چچی نے بتایا جو ربوہ میں ہیں ’’بڑی پیار کرنے والی، اور خیال کرنے والی تھیں۔ ہمارے ساتھ بیٹیوں کا سا سلوک کرتی تھیں۔ ‘‘

میرے چچا سید عاشق احمد طاہر صاحب ربوہ نے بتایا کہ ہماری والدہ نے ہمارے والد کی آخری بیماری میں جو کہ تقریباً 6-7 ماہ کا عرصہ ہے اتنی خدمت، اتنی خدمت کی کہ انہیں ہاتھوں میں اٹھا کر رفع حاجت کے لئے لے جایا کرتی تھیں اور پھر خود ہی انہیں نہلاتی بھی تھیں۔ حد درجہ خدمت کی ہے اور احسن طریقے سے کی ہے۔ اس میں اخلاص اور محبت تھی۔ اور وفاداری سے بیماری میں خدمت انجام دی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

میرے ایک کزن عزیزم مبارک احمد صاحب جو میرے منجھلے چچا سید شبیر علی صاحب کے بڑے بیٹے ہیں، نے جرمنی سے مجھے بتایا کیونکہ عزیزم مبارک احمد نے بھی ایک لمبا عرصہ دادی جان کے پاس گاؤں میں گذارا تھا انہوں نے بتایا کہ ایک چیز کا میری طبیعت پر بہت اثر ہے کہ کبھی کسی فقیر کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ یا آٹا دے دیتی تھیں یا گڑ یا کوئی اور اجناس۔ گاؤں میں زیادہ انہی چیزوں کا رواج ہوتا تھا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے کبھی کسی فقیر اور مانگنے والے کو خالی ہاتھ واپس نہیں بھجوایا۔

اس کے علاوہ اگر ہمسایوں سے کوئی خاتون یا بچہ کوئی چیز مانگنے آگیا ہے کہ آج ہمارے گھر آٹا نہیں ہے یا دال نہیں ہے یا نمک مرچ، گھی وغیرہ تو بلا تامل اور بلا تاخیر ان کی ضرورت پوری کردیتی تھیں۔ اور پھر اگر وہ واپس بھی لے کر آتے تو نہ لیتی تھیں کہ بس اللہ نے آپ کی ضرورت پوری کردی ہے۔ الحمد للہ

نماز میں شغف

میری ایک کزن سیدہ پروین منصور جو جرمنی میں رہتی ہیں سے میں نے دادی جان کے بارے میں پوچھا۔ کیوں کہ یہ بھی ایک لمبا عرصہ ان کے پاس رہتی رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ’’دادی جان کی سب سے زیادہ بات جو مجھے یاد ہے اور دل پر نقش ہے کہ وہ نماز کی بہت پابند تھیں۔ جب کام کرتے ہوئے نماز کا وقت آجاتا تو فوراً کام درمیان ہی میں چھوڑ دیتیں اور کپڑے بدل کر پہلے نماز ادا کرتیں۔ اور پھر اپنا کام دوبارہ شروع کردیتیں۔ ‘‘

میں دادی جان کے کام پہلے گنوا آیا ہوں کہ زمیندارہ گھر میں کس قدر کام ہوتا تھا۔ سارے گھر والوں کے لئے کھانا پکانا پھر گھر کی صفائی کے علاوہ ہمارے گھر خدا تعالیٰ کے فضل سے کتنے جانور تھے۔ انکی دیکھ بھال اور چارہ وغیرہ ڈالنا۔ اس کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے نماز کو وقت پر ادا کرتیں۔

بیماری اور وفات

میں جب امریکہ آیا تو میری اہلیہ اور بچے پاکستان ہی میں تھے۔ جنہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے کوارٹر تحریک جدید ملا ہوا تھا۔ میری والدہ کوارٹر تحریک جدید ہی میں فوت ہوئیں۔ دادی جان مرحومہ اس وقت گاؤں میں تھیں۔ وہ فوراً آگئیں۔ اور پھر اس کے بعد کہنے لگیں کہ میں بھی اب ربوہ ہی میں رہوں گی۔ چنانچہ آپ ربوہ میں رہائش پذیر ہوگئیں۔

میرے بچوں کے امریکہ چلے آنے کے بعد میرے چھوٹے بھائی نے ایک مکان کرایہ پر لیا اور وہاں پر آگئیں۔ ایک دن نہانے کے لئے غسل خانہ گئیں تو گر گئیں جس سے کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کا علاج ہوا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا اور اسی بیماری میں چند ماہ بستر پر رہیں اور پھر ایک دن اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

میرے والد سید شوکت علی صاحب اور میرے چچا سید عاشق احمد طاہر صاحب ہر دو دسمبر 1993ء کے جلسہ قادیان میں شامل ہونے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جلسہ کے بعد واپسی تھی۔ ابا جان نے بتایا کہ جس دن ہم ربوہ واپس پہنچے ہیں اور یہ غالباً جنوری 1994ء کی پہلی یا دوسری تاریخ تھی جب دادی جان کا انتقال ہوا۔

عمر رکھنے کا کوئی حساب نہیں تھا۔ جس سے بھی پوچھا سب نے یہی بتایا کہ 80 سال سے اوپر ان کی عمر تھی۔ خاکسار نے اپنی دادی مرحومہ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں وفات کی اطلاع دی۔ حضور کی طرف سے تعزیت کا خط آیا اور دیگر عزیز و اقارب کو بھی حضور نے فرمایا کہ ان کی طرف سے تعزیت کروں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ میں نے ہوسٹن میں ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

بہرحال یہ چند خوبیاں ان کی لکھی ہیں۔ بات ستاروں کے دیکھنے سے چلی تھی حقیقت میں میرے لئے وہ ایک ’’ستارہ‘‘ ہی تھیں جس نے ہمارے سارے گھر کو روشن کر رکھا تھا اور ہمارے لئے ہدایت کا موجب تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی خدمت کی مجھے بھی توفیق دی۔ میری اہلیہ کو بھی اور ہاں ہمارے ابا جان کو بھی ان کی خدمت کی بہت توفیق ملی۔ اپنی آخری عمر میں ربوہ میں ہی جہاں میرے بچے کوارٹر تحریک جدید میں رہتے تھے آگئی تھیں اور یہاں ہی وفات پائی اور ربوہ میں ہی ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی نیکیوں کو قائم رکھنے کی توفیق دے۔ (آمین)

اعلان نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ یکم جنوری 2022ء بعد نماز ظہر وعصر، مسجد مبارک اسلام آباد، یو کے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتے تمام فریقوں کے لئے مبارک کرے۔ ادارہ الفضل کی طرف سے تمام فریق مبارکباد قبول فرمائیں۔

- عزیزہ صباحت ناز حنا (واقفۂ نو) بنت مکرم ممتاز احمد صاحب (معلم سلسلہ)
همراہ عزیزم انس احمد (مربی سلسلہ) ابن مکرم انصر باجوہ صاحب
- عزیزہ (حافظہ) عدیلہ منور (واقفۂ نو) بنت مکرم منور نصیر احمد صاحب
ہمراہ عزیزم سید افروز احمد (متعلم جامعہ احمدیہ) ابن مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب
- عزیزہ ثناء نثار بنت مکرم نثار احمد صاحب
ہمراہ عزیزم نعمان طاہر (معلم سلسلہ) ابن مکرم طاہر سلیمان صاحب (معلم سلسلہ)
- عزیزہ فضہ حلیم بنت مکرم عبدالحلیم صاحب (کراچی)
ہمراہ عزیزم محمد اسد (مربی سلسلہ) ابن مکرم محمد امین صاحب مرحوم
- عزیزہ خولہ پرویز بنت مکرم پرویز اختر صاحب
ہمراہ عزیزم جواد احمد (مربی سلسلہ) ابن مکرم محمد اشرف صاحب
- عزیزہ ندرت مقصود بنت مکرم مقصود احمد بھنڈر صاحب
ہمراہ عزیزم بلاول احمد (مربی سلسلہ) ابن مکرم نصراللہ خان صاحب
- عزیزہ ثمرہ اشفاق بنت مکرم اشفاق احمد بابر صاحب
ہمراہ عزیزم مدبر احمد مدثر (مربی سلسلہ) ابن مکرم مسعود احمد مقصود صاحب
- عزیزہ حُمدیٰ مبشر احمد (واقفۂ نو) بنت مکرم مبشر احمد صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم دانیال تصور احمد (متعلم جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم مبشر احمد صاحب
- عزیزہ هبہ احمد بنت مکرم مسعود احمد گل صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم فائز احمد (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم ناصر احمد صاحب (جرمنی)
- عزیزہ اریج شفیق بنت مکرم شفیق احمد صاحب
ہمراہ عزیزم طارق احمد (معلم سلسلہ) ابن مکرم نثار احمد صاحب
- عزیزہ صوفیہ خلت (واقفۂ نو) بنت مکرم ناصر احمد صاحب (ملائیشیا)
ہمراہ عزیزم غدیر احمد (واقفِ نو) ابن مکرم دبیر احمد صاحب
- عزیزہ گوہر شہلا ناصر بنت مکرم نصیر احمد ناصر صاحب (امریکہ)
ہمراہ عزیزم ظافر احمد (واقفِ نو۔ امریکہ) ابن مکرم (ڈاکٹر) ملک مدثر احمد صاحب (واقفِ زندگی۔ نائیجیریا)
- عزیزہ ڈاکٹر شائستہ طلعت گیلانی (واقفۂ نو) بنت مکرم احسان اللہ گیلانی صاحب (لندن۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم مدثر احمد ابن مکرم ڈاکٹر شاہ محمد جاوید صاحب (لندن۔ یوکے)
- عزیزہ نزہت طاہر (واقفۂ نو) بنت مکرم شکیل احمد طاہر صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم رضوان مقبول ابن مکرم مبشر احمد مقبول صاحب (جرمنی)

اعلان ولادت

- مکرم عبدالسمیع خان۔ گھانا سے لکھتے ہیں:

مکرم عبد الجبار Agyemang (واقف نو) جو جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا میں بطور اکاؤنٹنٹ خدمات بجا لا رہے ہیں انہیں اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر امیرہ عائشہ Yeboah کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 8 اکتوبر 2021ء کو ایک بیٹے فرقان احمد (واقف نو) کے بعد بیٹی فائقہ عافیہ Frimpong سے نوازا ہے۔ 20 نومبر 2021ء کو عبدالجبار صاحب کے گھر منعقد ہونے والی تقریب عقیقہ منعقد ہوئی جس میں 120 سے زائد احباب و خواتین نے شرکت کی اور دعائیہ تقریب کے بعد سب کو کھانا پیش کیا گیا۔

بچی مکرم عبدالحکیم ابراہیم (معلم سلسلہ) کی پوتی ہے (یہ جامعۃ المبشرین گھانا کے ابتدائی واقفین میں سے ہیں) اور اس وقت جماعت گھانا کے مرکزی ہیڈ کوارٹرز (اکرا) میں بطور جنرل سروسز آفیسر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے مبارکباد قبول کریں۔

سانحہ ارتحال

- مکرم اطہر حفیظ فراز یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں:

خاکسار کے والد محترم چوہدری حفیظ احمد مورخہ 3 دسمبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کی نماز جنازہ مکرم میر عبدالباسط نے پڑھائی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ یکم اپریل 1944ء کو 332JB دھنی دیو۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پیدا ہوئے۔ 1967ء میں خود تحقیق کرکے بیعت کی اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ قارئین الفضل سے ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ادارہ الفضل کی جانب سے تعزیت قبول کریں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خط

نئے سال کی مبارکبادیں

- مکرم محمود احمد ناصر۔برسلز ،بیلجئیم سے تحریر کرتے ہیں :

خاکسار اخبار الفضل آن لائن کی وساطت سے سیدی و مرشدی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ،تمام احباب جماعت احمدیہ عالمگیر اور ادارہ الفضل آن لائن کے تمام کارکنان و معاونین کی خدمت میں نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہے ۔اللہ تعالیٰ اس نئے سال میں احمدیت کو مزید ترقیات اور فضلوں سے نوازے ۔ احباب جماعت کو اپنی حفظ وامان میں اور مخالفین کے شر سے محفوظ رکھے ۔ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ہر احمدی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد پر دل وجان سے عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت و سلامتی والی عمر درازعطا فرمائے ،ہر آن اپنی تائیدات سے نوازے اور اس دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارا بنادے ۔آمین ۔خاکسار اور میرے اہل خانہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں ۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے ، آمین ۔

- مکرمہ منزہ سلیم ۔جرمنی سے تحریر کرتی ہیں :

میری طرف سے نیا سال سب کو بہت بہت مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ ہماری تمام کو تاہیوں سے صرف نظر فرمائے اور نئے سال میں نئے جوش ،نئے جذبے اور نئے ولولے سے احکام خداوندی بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ میں بڑھاتا چلا جائے ہر قسم کی جسمانی اور روحانی بیماریاں دور فرمائے۔ ہم حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی کما حقہٗ ادا کرنے والے ہوں اور امام وقت کی سچی اطاعت اختیار کرکے خدا اور اسکے پیارے کی خوشنودی حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ یہ نیا سال ہمارے پیارے آقا امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے اور پوری جماعت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ہر قسم کی مشکلات سے محفوظ فرمائے اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سب دعائیں پوری جماعت کے حق میں قبول فرمائے اور ہمیں اپنے پیارے آقا امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا حقیقی معنوں میں وارث بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین یا رب العالمین ۔

اللہ کرے کہ یہ نیا سال حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام کے پیغام کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کا سال ہو ۔بے شمار پاک روحیں اسلام احمدیت کے جھنڈے تلے جمع ہوں۔ اللہ کی رحمتوں اور بے بہا برکتوں کا نزول ہو ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان سلامت رکھے۔ہمیں تادم آخر خلافت سے وفا اور اخلاص کا تعلق نبھانے کی توفیق دے اور اپنی محبت ہمارے دلوں میں ڈالے اور ہم پر رحم فرمائے۔ شیطان کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔جماعت کے مخالفین کی شرارتیں انہیں پہ الٹا دے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ اس سال طلوع ہونے والے ہر دن کو حضرت مسیح موعود کی پیاری جماعت کے افراد کیلئے ، دائمی خوشیوں ،سکون و اطمینان اور صحت و سلامتی کا ضامن بنائے۔دین و دنیا کی فلاح حاصل ہو۔

محبتوں کو دوام حاصل ہو اور نفرتیں دم توڑ دیں۔دنیا کو وبا کی ہلاکت خیزیوں سے نجات مل جائے۔آمین

شعراء (مرد حضرات) متوجہ ہوں

شعرائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنا کلام بھجواتے وقت اپنی تصویر بھی ساتھ بھجوائیں تا کلام کے ساتھ آویزاں کی جا سکے ۔

فوٹو ،ٹوپی کے ساتھ فرنٹ پوز میں ہو تو بہتر رہے گا۔

کان اللہ معکم

(ایڈیٹر)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

پردہ پوشی

کسی کے راز، کسی کی پوشیدہ کمزوری، اور کسی کی خفیہ زندگی کا سراغ لگانے کی کوشش نہ کریں۔ اگر معلوم بھی ہو جائے تو اس کی پردہ پوشی کریں۔ پردہ دری نہ کریں۔ دوسروں کے درد و کرب کا اندازہ کریں۔ اگر آپ کی مخفی کمزوری کی شہرت ہو جائے تو آپ پر کیا گزرے گی۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص کسی انسان کی پردہ پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے۔جس معاشرے میں ایک دوسرے کی پردہ پوشی کی جاتی ہے وہ معاشرہ روبہ ترقی ہے اور جس معاشرے میں ایک دوسرے کی عیب جوئی اور پردہ دری عادت بن گئی ہو وہ روبہ زوال معاشرہ ہے۔

مرسلہ: محمد عمر تیاپوری، انڈیا

			14 جنوری 2022ء
غروب آفتاب	طلوع فجر		
17:59	05:40		مکہ مکرمہ
17:54	05:45	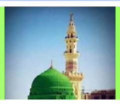	مدینہ منورہ
17:46	06:03		قادیان
17:26	05:43		ربوہ
16:23	06:31		اسلام آباد ٹلفورڈ